خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 131

Track - 3

25:00

''اسلام میں اجتماعیت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ (عید الفطر 09-01-98 )''

حضور پاک ﷺ کی امت ہونے کی سعادت عطا کی اور اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ ... ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسلام پر قائم فرمایا۔ اسلام کے بارے میں جب بھی آپ سوچیں گے تو اسلام ایک ایسا سیدھا راستہ ہے جس پرسارے لو گ اکھٹے ہوکر اللہ کی وحدانیت کا نہ صرف یہ کہ اقرار کریں بلکہ اللہ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے توحید کے لئے راستے اورقاعدے اور ضابطے بنادئیے ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ ہم جب کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں ... لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ... تو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت اور پرستش کے لائق نہیں ہے۔ اور محمد ﷺ اللہ کے پیغامبر ہیں۔ اللہ کے فرستادہ بندے ہیں۔ کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعداس بات کا اقرار کرلیا جاتا ہے کہ اب ہم باطل چیزوں سے اپنا منہ موڑتے ہیں۔ شرک سے، بت پرستی سے آزاد ہوکر اس راستے پر چلنے کا عہد کرتے ہیں جو راستہ اللہ کو پسند ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر وں کے ذریعے ہمیں ان راستوں کی ہدایت بخش دی ہے۔عید ہم جب مناتے ہیںیا بقر عید ہم مناتے ہیںاس میں بھی ہمارے سامنے ایک اجتماعی پروگرام ہوتا ہے۔اور یہ اجتماعی پروگرام اصل میں سیدناابراہیمؑ کی حضرت اسماعیلؑ ، حضرت ہاجرہؑ کی وہ سنت ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ و حج البیت ... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ہاجرہؑ کا بھاگنا دوڑنا پانی کی تلاش میں حضرت اسماعیلؑ کے لئے اللہ کو پسند آیا اور یہ حضرت ہاجرہ کا بھاگنا دوڑنا اور اللہ کے لئے ایک وادی ذی ذرع میں غیر آباد جگہ میں قیام کرنا اللہ کو اتنا پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ نے پوری نوع انسانی کے لئے اور پوری امت مسلمہ کے لئے اس کو فرض قرار دے دیا۔ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں ہم سب جانتے ہیں کہ وہ ایک بت بنانے والے کے بیٹے تھے۔ ان کے والد جو ہیں بت بناتے تھے۔اس بت پرستی کی اس کی حیثیت تھی اور بڑے بڑے بادشاہ ان بتوں کی پرستش کرتے تھے، انہیں پوجتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ انسان مٹی سے تصویریں بناتے ہیں، پتھروں سے تصویریں تراشتے ہیں اور ان کو معبود سمجھ کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔تو انہوں نے ایک دفعہ یہ دیکھا کہ بہت بڑا بت ہے۔کتا آیا اور اس کے اوپر پیشاب کرکے چلا گیا۔حضرت ابراہیم نے سوچا یہ کیسے خدا ہوسکتا ہے کہ جو اتنی بھی اپنی حفاظت نہیں کرسکتا کہ کتے کو ہی اپنے سے دور کردے۔یہاں سے ان کا ذہن ہٹ گیا۔ اور انہوں نے پھر اللہ کی تلاش کی۔اللہ کی تلاش میں وہ گھر سے نکل گئے۔اور رات کو انہوں نے ستاروں کو

دیکھا۔تو ستاروں کی چمک دمک دیکھ کر ، روشنی دیکھ کران کے ذہن میں یہ
بات آئی کہ یہ جو روشن ستارے ہیں یہی اللہ ہے۔ اور یہ پھر بھی ان بتوں سے
تو اچھے ہیں کہ جس کی پرستش کی جاسکے۔ اس کے بعد دیکھا کہ چاند نکل
آیا۔ چاند ستاروں سے زیادہ روشن تھا۔ تو انہوں نے کہا یہ میرا خدا ہوسکتا ہے۔
صبح ہوگئی، صبح ہونے کے بعد دیکھا کہ سورج نکل آیا۔ سورج کی تو بہت ہی
زیادہ روشنی تھی۔ تو انہوں نے کہا یہ خدا ہوسکتا ہے یہ تو بہت ہی روشنی
اور سارا اندھیرا دور ہوگیا ہر طرف روشنی روشنی موجود ہوگئی۔ ابھی چند
گھنٹے گزرے تھے کہ سورج کو زوال ہوگیا۔اس کی دھوپ میں جو شدت تھی اس
میں کمی آگئی۔ اور آہستہ آہستہ انہوں نے دیکھا کہ سورج گھٹتے گھٹتے غروب
ہوگیا اور چھپ گیا۔ حضرت ابراہیم  نے فرمایا کہ گھٹنے والا، چھپنے والا خدا نہیں
ہوسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ تلاش، یہ جستجو پسند آئی اور اللہ تعالیٰ
نے اپنے آپ کو ان کے اوپر ظاہر کردیا۔ یہ اسلام کا جو بنیادی فلسفہ ہے وہ یہی
ہے کہ حضرت ابراہیم  نے اپنے ماحول سے بغاوت کرکے ، بت پرستی سے ذہن
ہٹاکر غور و فکر کیا اور اللہ کو تلاش کیا۔ جب انہوں نے اللہ کو تلاش کیا تو اللہ
تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ... والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا  ... کہ جب کوئی
بندہ اللہ کے لئے جدوجہد اور کوشش کرتا ہے توا للہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم
کرلیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے راستوں کی ہدایت بخشتا ہے۔ تو پہلی بات تو اسلام
کے بارے میں یہ ہمارے ذہن نشین ہونی چاہئیے کہ اسلام محض ایک سنی سنائی
یا کوئی روایتی بات نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان کے اندر
تفکر پیدا ہو۔ انسان کے اندر تلاش پیدا ہو۔ اور انسان کے اندر اس قسم کی
صلاحیت بیدار ہوجائے کہ جو صلاحیت تحقیق اور جستجو اور تلاش کو عام کرتی
ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی فرمایا ...من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ... یعنی
جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا۔ اس کا مطلب بھی یہ ہے
کہ جب تک ہم اپنے آپ کے بارے میں اپنے اندر میں غور نہیں کریں گے اپنے آپ کو
نہیں سمجھیں گے ، اس وقت تک ہم اللہ تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے۔
رسول اللہ ﷺ نے بھی غار حرا میں سات سال تک مراقبہ کیا۔اس مراقبے میں بھی
دیکھئے آپ غور طلب بات یہ ہے کہ نبوت سے پہلے نماز تو فرض نہیں تھی۔ نبوت
سے پہلے روزے بھی فرض نہیں تھے۔ یعنی اسلامی ارکان تو نبوت پر سرفراز
ہونے کے بعد ہی سارے فرض ہوئے ، تو وہاںبھی یہی صورت تھی کہ حضرت
ابراہیم  نے اپنے ماحول کے مطابق اللہ کو ڈھونڈا اور تلاش کیا۔ اور اللہ تک ان
کی رسائی حاصل ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ باوجود یہ کہ وہ باعث تخلیق کائنات
ہیں اور اللہ نے ساری کائنات ان کے لئے بنائی ہے۔ لیکن شعوری اعتبار سے اور
شعوری تقاضے پورا کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ مکے سے باہر نکل کر غار حرا میں
تشریف لے جاتے تھے اور وہاں غور و فکر کرتے تھے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہوا
کہ اسلام کا بنیادی فلسفہ تفکر اور ریسرچ اور تلاش ہے۔ جب ہم کسی بھی چیز
کے بارے میں غور و فکر کرتے ہیں تو اس کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں اور اس

کی گہرائی میں جو کچھ ہے ہم اس سے واقف ہوجاتے ہیں۔ اب موجودہ دور سائنسی دور ہے۔ کہ نئی نئی چیزیں آپ کے سامنے آتی رہتی ہیں۔ پہلے ٹیلی فون آیا۔ پھر ریڈیو آیا۔ پھر ٹی وی آیا ۔ اب کمپیوٹر کا دور ہے۔ اس کے پیچھے بھی اگر غور کیا جائے تو تفکر کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اگر موجودہ سائنسداں اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر نہ کرتے تو یہ ساری جو ایجادات ہمارے سامنے ہیں ٹیلی فون ہے اور کمپیوٹر ہے اور ہوائی جہاز ہے ان کا وجود نہ بنتا۔ تو دنیاوی اعتبار سے بھی جو قوم تفکر کرتی ہے ، جو قوم تلاش کرتی ہے ۔ جو قوم کسی چیز کو بنانا چاہتی ہے ، ایجاد کرنا چاہتی ہے ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تفکر کرے اور ریسرچ کرے۔ یہی سارا اسلام ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ جب لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ نے کہہ دیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اس بات کا اقرار کرلیا ہے کہ دنیا میں اللہ کے علاوہ کوئی نہ تو عبادت کے لائق ہے ، نہ پرستش کے لائق ہے اور نہ کوئی خالق ہے۔ خالق اللہ ہے اور اللہ کے علاوہ تمام چیزیں مخلوق کے دائرے میں آتی ہیں۔بحیثیت مخلوق کے یہ بات لازم ہے سمجھنا کہ ہم یہ سوچیں کہ ہمارا خالق کون ہے ۔ ہمیں اس نے کیوں بنایا۔ہمارے لئے وہ کون سے راستے متعین کئے گئے جو ہماری فلاح و بہبود کے لئے اور جو ہمیں اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد کی دنیا میں بھی ہمارے لئے راحت، آرام اور آسائش کا ذریعہ ہے۔مسلمانوںمیں جب تک یہ تفکر رہا ۔ مسلمانوں میں جب تک یہ سوچ بچار رہی اس وقت تک مسلمان ساری دنیا میں حکمراں رہے ۔اور جیسے جیسے یہ سوچ مسلمانوں کے اندر سے نکل گئی مسلمان ذلیل و خوار ہوگئے۔ اور جن قوموں نے تفکر کو اپنا شعار بنایا ۔ جن قوموں نے ڈھونڈا ، تلاش کیا وہ قومیں عروج یافتہ ہیں۔ آپ دیکھیں یہ امریکہ، برطانیہ جتنے بھی یورپین ممالک ہیں ان میں اور ہم میں بنیادی فرق یہی ہے کہ ان کے اندر ریسرچ ہے۔ ان کے اندر تفکر ہے۔ اور ہمارے اندر تفکر نہیں ہے۔ جبکہ حضرت ابراہیم سے لے کر جتنے بھی پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے سب نے خود بھی غور و فکر کیا اور سب نے ہی اللہ کی مخلوق کو غور و فکر کرنے کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... ان فی خلق السموت والارض و اختلاف اللیل و النہار ... کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی۔ اللہ تعالیٰ نے دن بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے رات بنائی۔ اس لئے کہ تاکہ تم لوگ اس بات پر غور کرو کہ آسمان کیا ہیں۔ زمین کیا ہے۔دن کیا ہے۔ رات کیا ہے۔ یہ اسلام کے جب بھی نقطہ نظر سے آپ سوچیں گے تو اس میں سوائے اس کے کہ آپ غور و فکر کریں ، علم حاصل کریں اور آپ کو کوئی چیز نہیں ملے گی اور اگر اس کے خلاف کیا جائے گا جیسے کہ آج کل کیا جارہا ہے تو کبھی بھی مسلمان قوم ترقی نہیں پاسکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام اخوت کی دعوت دیتا ہے۔اسلام بھائی چارہ کی دعوت دیتا ہے۔اسلام فرقوںکو ناپسند کرتا ہے۔ بلکہ منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں... واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا ... اللہ کی رسی کو متحد ہوکر مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور آپس میں

تفرقہ نہ ڈالو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تفرقہ ڈالنے سے ، جب تفرقہ پڑ جائے گا
کسی قوم میں تو اس کے ہاتھ سے اللہ کی رسی چھوٹ جائے گی اور وہ پوری
پوری قوم جو ہے بکھر جائے گی۔اور اس کی کوئی حیثیت برقرار نہیں رہے گی۔
جھاڑو کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ ایک جھاڑو ہوتی ہے اس میں سو، دو سو تنکے
ہوتے ہیں جھاڑوکے۔ ان جھاڑوکے کھول کر آپ سارے تنکے الگ کرلیں۔ اور دو سو
تنکوں سے الگ الگ کرکے دو سو دفعہ کسی آدمی کو چوٹ لگائیں۔کوئی چوٹ
نہیں لگے گی۔ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اور آپ جھاڑو کو باندھ کر اس کو متحد
کرکر مضبوطی کے ساتھ رسی باندھ کے پوری جھاڑو آپ کسی کی ماریں تو اس
کے جسم پر نیل پڑجائے گا اور ضرب شدید بھی آسکتی ہے۔ تو یہ ایک ایسی مثال
ہے کہ جب تک مسلمان قوم متحد رہی اس وقت تک اس کا بول بالا رہا۔ساری
دنیا پر اس کی حکمرانی قائم رہی۔اور جب مسلمانوں کے اندر تفرقہ پیدا ہوگیا۔
یا غیر مسلم اقوام کی سازشوں سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا گیا ۔ الگ الگ کردیا
گیا۔تو مسلمانوں کی طاقت بکھر گئی۔ اور کوئی بھی حیثیت باقی نہیں رہی۔
اس وقت مسلمانوں کی تعداد دنیا میں ایک ارب بتائی جاتی ہے۔ ایسا بھی نہیں
ہے مسلمان مفلوک الحال قوم ہے۔ عرب کو آپ دیکھیں سرمایہ ہی سرمایہ
ہے۔ لیکن اس کے باوجود مسلمان قوم کی اہمیت اس لئے نہیں ہے کہ یہ ٹکڑوں
میں بٹی ہوئی ہے۔ بکھری ہوئی قوم ہے۔ اور جب تک یہ قوم ٹکڑوں میں بٹی
رہے گی یہ مزید عذاب میں مبتلا ہوتی چلی جائے گی۔ ابھی آپ دیکھئے یہ کویت
کی لڑائی ہوئی تھی ۔ کویت اور عراق کی لڑائی ہوئی تھی۔وہ یورپین ممالک
جو ہیں ۲۹ ملک اکھٹے ہوگئے۔ اور ہمارے ہاں یہ ہے کہ ہم اس وقت بھی اکھٹے
نہیں ہوسکے۔ تو یہ جو تفرقہ مسلمانوں کے اندر پڑ گیا ہے یہ صریحاً اسلام کے
خلاف ہے۔اور اللہ اور رسول کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ مذہب اسلام کے
خلاف ہے۔ مذہب اسلام تو ہے ہی ایک اجتماعی پروگرام۔ روزانہ پانچ وقت کی
نماز ہوتی ہے۔ ہر محلے میں کئی کئی مساجد ہیں۔تو فجر کی نماز سے لے کر
عشاء کی نماز تک پانچ وقت مسلمان محلے دار اجتماعی حیثیت میں جمع ہوکر
اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں۔اللہ سے دعا بھی کرتے ہیں۔ اور آپس میں میل
جول بھی ان کا قائم ہوتا ہے۔ پھر جمعہ کے روز مسئلہ یہ ہے یہ تو شہر بڑا
ہوگیا لیکن جب چھوٹے شہر ہوتے تو اس میں ایک جامع مسجد ہوتی تھی۔تو بڑے
بڑے شہروں میں ایک یا دو جگہ جمعہ کی نماز ہوا کرتی تھی۔اس لئے کہ شہر
اتنے بڑے بڑے نہیں تھے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ روزانہ پانچ وقت مسلمان
اجتماعی حیثیت میں جمع ہوتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر
عمل کرنے کے لئے جمع ہوتا ہے ۔ ہر ہفتے جمعہ کو جمع ہوتا ہے۔ خطبے ہوتے
ہیں۔ مسلمانوں کو بتایا جاتا ہے کہ عالم اسلام میں تمہارا کیا کردار ہونا
چاہئے۔اس کے بعد آپ کی عیدین کی نماز یں ہیں۔جیسے عید ہے، بقر عید ہے۔
اس میں بھی بڑے بڑے اجتماع ہوتے ہیں۔بڑی مساجد میں لاکھوں لاکھوں لوگ
جمع ہوجاتے ہیں۔یہ بھی ایک اجتماعی پروگرام ہے۔بقر عید میآپ دیکھیں وہ

بھی ایک اجتماعی پروگرام ہے۔ مسلمانوں کا۔حج کے زمانے میں طواف کرنا، سعی
کرنااور ارکان حج پورا کرنا اس میں بھی آپ کو اجتماعیت کے علاوہ کوئی چیز
نظر نہیں آئے گی۔اب یہ آپ دیکھیں کہ اسلام اجتماعیت کے علاوہ اور کیا چیز
ہے۔رمضان شریف کا مہینہ ابھی گزرا ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کے روزے
قبول فرمائے جنہوں نے روزے رکھے۔ کہ صبح کو اذان ہوتی ہے اگر ایک لاکھ آدمی
کسی شہر میں ہیں ۔ ایک کروڑ آدمی کسی شہر میں ہیںتو فجر کی اذان کے
بعد ہر آدمی اپنے اوپر کھانا پینا حرام کرلیتا ہے۔حالانکہ کھانا بھی جائز ہے، پینا
بھی جائز ہے۔گرمی ہو، سردی ہو، گلا خشک ہو، ہونٹوں پر پپڑی جم جائے لیکن
جب تک مغرب کی اذان نہیں ہوجاتی کوئی آدمی اپنے منہ میں ایک دانہ نہیں
ڈالتا۔ اور جیسے ہی افطارکا وقت ہوتا ہے سارے مسلمان اجتماعی طور پر کھانا
پینا شروع کردیتے ہیں۔ یہ پروگرام رمضان شریف کا ، حج کا، عیدین کا، جمعہ
کی نماز کا ، محلے میں مساجد میں پانچ وقت نماز کا اجتماعی پروگرام کیا اس
بات کی ضمانت فراہم نہیں کرتا ۔ ہمیں اس بات کی دعوت نہیں دیتا کہ
مسلمان کا مطلب ہی اجتماعی قوم ہے۔ مسلمان کا مطلب ہر گز تفرقوں میں
بٹنا نہیں ہے۔اور یہ ویسے بھی آپ دیکھیں ایک گھر میں اللہ کے فضل و کرم سے
آٹھ بھائی ہیں۔وہ اجتماعی طور پر رہتے ہیں۔اور ایک گھر میں بارہ بھائی ہیںوہ
بٹے ہوئے ہیں۔آپ یہ بتائیے کہ ان آٹھ آدمیوں کی طاقت زیادہ ہوگی یا بارہ
آدمیوں کی طاقت زیادہ ہوگی۔بھائی یہ ان کو نہیں چھیڑنا! یہ ماشاء اللہ آٹھ
بھائی ہیں جوان۔ یہ اکھٹے رہتے ہیں۔ آپ کے اوپر کوئی میلی نظر ڈال ہی نہیں
سکتا۔ اس لئے کہ پتہ ہے کہ آپ آٹھ کے آٹھ اکھٹے ہیں۔ایک آدمی کو بھی کچھ
کہا گیا تو ایک آدمی سے مقابلہ نہیں ہے آٹھ آدمیوں سے مقابلہ ہے۔اس کے
برعکس اگر کہیں بیس آدمی ہیں۔ان میں انتشار ہے۔ افتراق ہے۔ تو ان کی
کوئی ویلیو نہیں، کوئی وقعت نہیں ہے۔یہی عالم اسلام میں سب کچھ ہورہا
ہے جو ہمارے سامنے ہے۔اسلام اس بات کی دعوت دیتا ہے ... واعتصموا بحبل
اللہ جمیعا و لا تفرقوا ... کہ اللہ کی رسی کو متحد ہوکر مضبوطی کے ساتھ پکڑ
لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔اب اگر اسلام میں کہیں بھی تفرقہ آتا ہے کسی
بنیاد سے بھی تفرقہ آتا ہے تو یہ اللہ کی اس آیت کے صریحاً خلاف ہے۔اللہ تعالیٰ
نے پھر اس آیت کو آپ غور سے پڑھیں... واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ... حبل کہتے
ہیں رسی کو۔اور اللہ کی رسی کو متحد ہوکر مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو ... ولا
تفرقوا ... اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی تفرقہ
پیدا ہوگا ۔ جہاں بھی تفرقہ پیدا ہوگا ۔ جس بنیاد پر بھی اسلام میں تفرقہ
داخل ہوگا وہ اللہ کے اس حکم کے خلا ف ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ حکماً کہا ہے کہ پکڑ
لو ! متحد ہوکر مضبوطی کے ساتھ اللہ کی رسی کو پکڑ لو۔ آپ دیکھ رہے
ہیجب تک مسلمان متحد رہے اللہ کی رسی کو انہوں نے مضبوطی کے ساتھ
پکڑے رہا۔اور مسلمانوں کو عروج ہوتا رہا۔اور اللہ کی رسی کیا ہے؟ اللہ کی
رسی پیغمبرا ن علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے راستے ہیں۔اللہ کی رسی

حضرت ابراہیم کی وہ جدوجہد اور کوشش اور تفکر ہے جس کی بنیاد پر انہوں
نے اللہ کو تلاش کیا۔پھر دوسرے پیغمبر آتے رہے ۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ
میں کوئی نئی بات نہیں کہہ رہا ہوں۔میں وہی بات کہہ رہا ہوں جو میرے
بھائی پیغمبر پہلے کہہ چکے ہیں۔تو اسلام کا جو فلسفہ ہے میں تھوڑے سے وقت
میں آپ کے ذہن نشین یہ بات کرنا چاہ رہا ہوںکہ اسلام میں اگر تفرقہ ہے تو
مسلمان کبھی بھی باعزت نہیں ہوسکتے۔اور اگر مسلمان اسلامی فلسفہ پر چلتا
ہے اور اس کے جو ذہن میں بار بار دہرانا چاہئیے آپ لوگوں کو پانچ وقت کی
نماز، جمعہ کی نماز، عیدین کی نماز ، حج کا اجتماع ، رمضان شریف کے روزے
رکھناوغیرہ وغیرہ۔تو اللہ تعالیٰ کا فضل عام ہوگا۔اور اگر یہ تفرقہ سے ہمارا
ذہن نہیں ہٹا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے مسلمانوں کا ۔ جتنا حال برا ہوچکاہے ،
مزید آئندہ کوئی اچھائی کی امید نہیں کی جاسکتی۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔
کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر متحد ہوکر عمل کریں اور اسلام پر
قائم رہیں۔ آمین۔